Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

Nazm and Qamar Iqbal

نظم اور قمر اقبال

تحریر: سید فرید احمد نہری

(اسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ اردو، ملیہ آرٹس، سائنس اینڈ مینجمنٹ سائنس کالج، بیڑ مہاراشٹر)

قمر اقبال کی نظمیں موضوعات کے اعتبار سے لافانی ہیں۔ بہت خوبصورت اندازِ بیاں ہے۔ اسلوب کے اچھوتے پن کے سبب ندرت اور تازگی کا بھرپور احساس ان کی نظموں میں ہوتا ہے۔

قمر اقبال نے اپنی زندگی کے مختلف تجربات کو اپنی نظموں میں ڈھالا ہے۔ ان کی تثلیثات ہوں یا نظمیں ان میں زندگی کے بے شمار رنگ مل جاتے ہیں۔ جب وہ کسی منظر کو تشکیل دیتے ہیں تو تصوراتی طور پر سارا منظر سامنے دکھائی پڑتا ہے۔ ذہن کی پرتیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔ شعر و سخن میں اپنا ایک مسلمہ مقام رکھنے والے دکن کے معتبر شاعر بشر نواز نے اپنی تقریظات پیش کرتے ہوئے قمر اقبال پر عادلانہ انداز میں تبصرہ کیا ہے۔

قمر اقبال محض ذوق کے لئے شاعری نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے شاعری کو احساس وجذبے سے جوڑ دیا تھا۔ ان کی شاعری کا رخ اور سمت طئے شدہ تھی۔ ان کے یہاں لفظیات کا اچھوتا پن اور معنوی حیثیت یکتا ہوتی تھی۔ داخلی احساس کے ساتھ ساتھ خارجی عوامل پر بھی ان کی نگاہ تھی۔ ان کا لب ولہجہ ان کی منفرد شناخت کا ترجمان تھا۔ ان کی نظمیں اپنے اندر آفاقی تربیت رکھتی تھیں۔

قمر اقبال خود اپنی وصیت میں کہتے ہیں کہ انہوں نے صحت مند ادب کو بازاروادب پر ترجیح دی ہے۔ یہ ان کی صالح ذہنیت کی واضح دلیل ہے۔ ورنہ آجکل سستی شہرت کے لئے ہر طبقے میں اک ہوڑ سی مچی ہوئی ہے۔ ہر کوئی فن واصول سے اُٹھ کر اپنا اُلّو سیدھا کرنے میں لگا ہے۔ شاعری کے نام پر فحش موضوعات برتے جارہے ہیں۔ راگ راگنیاں کی جارہی ہیں اور حسن کی نمائش کو شاعری سے زیادہ مقبول بنانے کی طرف شعراء گامزن ہیں۔ ایسے دور میں قمر اقبال نے سطحیت سے بندھن نہیں باندھا۔ بلکہ روایت کے دوررس نتائج کو بر آمد کیا۔ جدیدیت کی زبان سے بات کہی۔ اساتذہ کے طریقۂ کار اور نقوش پر اپنی شاعری کو گامزن رکھا۔ اچھائی کی وکالت کی اور برائی کو تنقید کا نشانہ بنایا۔

قمر اقبال نے اُردو زبان کی ترویج اور اشاعت کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کردی۔ قمر نے اپنے آپ کو اُردو زبان وادب کی رہ گزر پر ڈال رکھا تھا۔ بحیثیت شاعر وادیب اور صحافی انہوں نے صرف اُردو کو برتا۔ اُردو شاعری کی اور اُردو کو اوڑھنا اور بچھونا بنایا۔ اردو ادب کی اہم ترین اصناف میں فن کا مظاہرہ کیا۔ نظم گوئی میں اُن موضوعات کو اختیار کیا جن میں انسانی دنیا کے مسائل کو کھول کر پیش کیا گیا۔ ان کی

غزلیں بیک وقت داخلی کرب کا بھی مظہر ہیں اور سماجی مسائل کا آئینہ بھی۔ قمر نے اپنا نام اپنے فن کے ذریعہ قابلِ شناخت بنایا۔ نام و نمود اور سستی شہرت ان کے قریب بھی نہ پھٹکی۔ ان کے شعر میں رکھ رکھاؤ اور پُر وقار سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ جو اُن کے ذات کا مظہر بن کر ان کی شاعری میں ابھرتی ہے۔ ذیل میں مقتدر انجم کے تبصرے پیش کیا گیا ہے۔ جو قمر اقبال کی شخصیت اور ان کی شاعری میں ارتباط کو پیش کرتا ہے :

" قمر اقبال نظمیں بہت خوب لکھتے تھے۔ قمر اقبال کی غزل ہو کہ نظم یا ثلاثی ہر صنف شعر میں جو رکھ رکھاؤ، سنجیدگی اور پر وقار سادگی ملتی ہے وہ ان کی شخصیت ہی کی دین ہے۔ حسنِ صورت کے ساتھ خدا نے انھیں حسنِ سیرت سے بھی سرفراز کیا تھا۔ سونے پر سہاگہ ان کو ذہانت اور طباعی، فطرتاً کم سخن، کم آمیز، طبعاً ملنسار، خلیق، خوش اخلاق کے پیکر تھے۔ نام و نمود اور شہرت کی خواہش سے بے نیازیہی شخصیت ان کی غزلوں میں رچی بسی ملتی ہے۔

(اردو کا وضعدار شاعر، قمر اقبال: مقتدر انجم، رفتارِ ادب، اورنگ آباد ٹائمز، ۲۲/ جولائی 1990)

ذیل کی نظم قمر اقبال کی شاعری میں تجرید کی مظہر ہے اور تجریدی علامتوں نے مختصر نظم کو معنوی اعتبار سے پرت در پرت معنوی تہہ داری کا حامل بنا دیا ہے۔ جس پر ایک قاری گھنٹوں غور کر سکتا ہے اور اپنے تاثرات کا بارہا اظہار کر سکتا ہے :

کھنڈر

میری آنکھیں دو کھنڈر ہیں
جن کی ویرانی کی شہرت سن کے
ان میں آبسے ہیں
شہر کے آسیب سارے

ایک اور علامتی نظم ملاحظہ کیجئے :

پہلی آواز

ایک دن لب ہلائے تھے
اور آج تک
اپنی کھوئی ہوئی
پہلی آواز کی جستجو ہے ہمیں

ان کی عمر چھوٹی ہے اور اس کے ارمان اس کی عمر سے بڑے۔ انسان کوتاہ ہے اور اس کی خواہشوں کا سایہ اس کے قد سے بہت بلند۔ اس کی زندگی قابلِ عبور ہے اور اس کی تمنائیں لا محدود اور لامتناہی سلسلے کی حامل۔ اس لئے انسان جو اپنی حیات کے دائرہ کار سے

آگے بڑھنے کے خواب سجو تاہے وہ اس ریشم کے کیڑے کی طرح ہے جسے ریشم سے کچھ حاصل نہیں۔ جو آخر کار موت کا شکار بن جاتا ہے اور دوسروں کے لئے ریشم چھوڑ جاتا ہے۔ ذیل کی نظم فلسفیانہ انداز کی ہے :

کیڑا

یوں جو ہر شخص زر تار خوابوں کو اطراف اپنے لپیٹے

تو کیا پائے گا؟

ایک ریشم کا کیڑا وہ کہلائے گا

اور گھٹ گھٹ کے مر جائے گا

وقت انسان کی حسرتوں اور تمناؤں، طاقت اور حسن، دولت اور حکومت کو زیر کر دیتا ہے۔ انسان جب تک عروج پر ہوتا ہے۔ جب تک اس کے پاس حسن، طاقت، دولت اور حکومت ہوتی ہے لوگ اس کی پذیرائی کرتے ہیں۔ اس کے گرویدہ بن جاتے ہیں۔ اس کے حلقئہ پرستاروں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی انسان زوال اور فناء کی منزلوں کی جانب رواں دواں ہو جاتا ہے۔ دولت اور حسن اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ دنیا اور اس کے چاہنے والے بھی اس سے جی چرانے لگتے ہیں۔ یہی دنیا کا دستور ہے۔ انسان کی زندگی میں اک مقام ایسا آتا ہے جہاں وہ خود کو بھیڑ میں کھویا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اچھائی برائی کا ناطہ نام کو رہ جاتا ہے۔ نفسیاتی طور پر خود کو غلام محسوس کرتا ہے۔ تب اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ تو صرف ایک ایسا انسان ہے جس کی حیثیت شہر میں اک اجنبی کی سی ہے۔ چونکہ انسان مٹی سے بنا ہے اس لئے سارے انسانوں سے اس کا رشتہ ہے۔ اور اس کے لئے کوئی شہر کوئی نگر پرایا نہیں رہ جاتا ہے۔ اس شعر میں وسعتِ نگاہی پائی جاتی ہے۔ اک ایسا احساس جو پرایوں کو بھی پرایا نہیں رہنے دیتا۔ جس میں انسان دنیا کے درد کو ذات کا درد بنالیتا ہے۔

اس قطعہ کے دوسرے شعر میں شاعر خود اپنی ذات کی طرف لوٹ آتا ہے اور کہتا ہے کہ جب ایک انسان زمانے کے تلخ تجربات سہہ سہہ کر خود زہر پینے کا عادی ہو جائے اور اس کا خون ہی زہریلا ہو جائے تو اسے انسان یادشت میں رہنے والے سانپوں کے زہر سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے :

مذکورہ بالا عبارت میں قمر اقبال کے نثری نظم کے تعلق سے مسلک کو بیان کیا گیا ہے۔ قمر اقبال نہ صرف یہ کہ نثری نظموں کے قائل تھے بلکہ انہوں نے بہت ہی کثرت سے نثری نظمیں کہی ہیں۔ درج بالا عبارت میں قمر اقبال کے کلمات نقل کئے گئے ہیں کہ نظم اگر چہ پابند نہ سہی لیکن نثری نظم میں کیا بات کہی جارہی ہے اسکا مقصد نظم میں ظاہر ہونا چاہئے۔ تب ہی نثری نظم ”نظم“ کہلانے کی مستحق ہوگی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قمر اقبال ایسی نثری نظموں کے خلاف تھے جنہیں بے مقصد تحریر کر دیا گیا تھا۔ جہاں مقصدیت ختم ہوگئی اور قاری تک نظم کے مقصد کی ترسیل نہ ہو سکی ایسی نظمیں نثری نظمیں کہلانے کی مستحق نہیں۔

ذیل میں ایک اہم تبصرہ پیش کیا جارہا ہے جس سے قمر اقبال کے نثری نظم گوئی کے طرفدار ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔بلکہ وہ ناقدین کا پر زور انداز میں مدلل جواب بھی تحریر فرمایا کرتے تھے۔چونکہ اس تبصرے میں مکمل طور پر ادبی بحث کی گئی ہے اور قدیم وجدید روایتوں سے استفادہ کیا گیا ہے لہذا یہ تبصرہ اس بات کا بین اور واضح تر ثبوت ہے کہ قمر اقبال ایک ذی مطالعہ اور مستقل مزاج قاری ءادب تھے۔انہوں نے قدماء اور جدید ادب کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ملاحظ کریں نثری نظم پر قمر اقبال کے ذریعہ کیا گیا تبصرہ :

اس سے قبل کہ اردو نثری نظم پر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں،زیادہ بہتر ہو گا کہ اردو کے ایک ایسے ممتاز و نامور شاعر کے تاثرات آپ کے سامنے رکھتا چلوں جس نے عملاً نظم نگاری کے مروج قواعد سے انحراف نہ کرتے ہوئے اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ شاعری کے لئے قافیہ بازی قطعاً لازمی نہیں اور نہ ہی شعر وزن کا محتاج ہے۔یہ شاعر ہیں مولانا حالی جنہوں نے اپنی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے یہاں تک کہا ہے۔

قافیہ بھی ہمارے ہاں شعر کے لئے ایسا ہی ضروری سمجھا گیا ہے جیسا کہ وزن،مگر درحقیقت وہ بھی نظم کے لئے ضروری ہے،شعر کے لئے نہیں۔ "

(اردو نثری نظم:قمر اقبال کا ایک خالص ادبی تحقیقی مضمون،ایک تبصرہ،قمر اقبال،رفتارِ ادب،اورنگ آباد ٹائمز،شمارہ ۲۲/جولائی1990ء)

قمر اقبال شاعری میں موزونیت کے قائل ہیں لیکن انہوں نے موزونیت کا کُل شاعری تسلیم کرنے سے صاف طور پر انکار کیا ہے۔انہوں نے مولانا حالی اور انکے معاصرین کے علاوہ مابعد نسل کے حوالے سے یہ بات واضح طور پر بیان کی ہے کہ شاعری کے لئے وزن کے ساتھ ساتھ شعریت اور معنویت کی بھی ضرورت ہوتی ہے :

اب یہاں لازمی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسا شاعر جو طبعی طور پر نظم اور شعر کے وزن اور قافیہ کو غیر ضروری سمجھتا تھا۔اس کے باوجود عملی طور پر اس نے نظم نگاری کے مروجہ قاعدوں سے انحراف کرنے کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی۔اس تعلق سے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ مولانا حالی شاعری کے لئے قافیہ اور وزن کو غیر ضروری تسلیم کرنے کے باوجود چونکہ بنیادی طور پر روایت پسند شاعر تھے اس لئے وہ اور ان کے ہمعصر شعرا اکبرؔ،شبلیؔ،وحید الدین سلیمؔ اور ان کے فوراًبعد وارد ہونے والی نسل ظفرؔ علی خان،چکبستؔ،تلوک چند محرومؔ،خوشی محمد ناظرؔ،بے نظیر شاہ اور شوق قدوائی نیز دیگر شعراء اپنے دور کے پسندیدہ موضوعات پر نظمیں لکھتے رہے لیکن ان کی نظمیں اسالیب کے اعتبار سے مروجہ قواعد ہی کی حدود میں رہیں۔حالانکہ مولانا حالیؔ کے علاوہ خود شبلی نے بھی قدماء کے حوالے سے یہ بات تسلیم کی کہ ”شاعری صرف وزن اور قافیہ کا نام نہیں ہے۔اس بات کا اظہار خود شبلیؔ نے ”شعر العجم“ میں کیا ہے۔"

(اردو نثری نظم:قمر اقبال کا ایک خالص ادبی تحقیقی مضمون،ایک تبصرہ،قمر اقبال،رفتارِادب،اورنگ آباد ٹائمز،شمارہ ۲۲/جولائی1990ء)

قمر اقبال نے ممتاز اور معتبر ناقدین اور ادیب حضرات کے حوالہ جات جمع کرتے ہوئے اپنی اس بات کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے کہ

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

شاعری اچھے وزن کے ساتھ ساتھ اچھے موضوع، تہہ داری، معنویت، شعریت کی متحمل ہوناضروری ہے۔ شاعری بغیروزن کے بھی کی جاسکتی ہے لیکن اس میں تخئیل، معنویت اور شعریت کا پایا جانالازمی ہے۔

قمراقبال کوروٴف انجم کے اس خیال سے قطعاً اتفاق نہیں کہ صرف وزن ہی شعر کے لئے کافی وشافی ہے۔روٴف انجم کی رائے سے شدید اختلاف کرتے ہوئے اس تبصرے میں قمراقبال کی جھلاہٹ کوواضح طورپر محسوس کیا جاسکتا ہے۔قمراقبال اچھے خیال کوشعوری طورپر شاعری میں پیش کرنے کے قائل ہیں۔وہ نظم کے خالق سے امید کرتے ہیں کہ نظم کا شعر سلیقہ مندی سے پیش کئے بغیر نظم کی وقعت میں اضافہ نہیں کرسکتی۔

زندگی اور موت کو فنا اور بقاء کے صوفیانہ اُصولوں سے جوڑتے ہوئے قمراقبال نے کسی فلاسفر کی طرح اپنی بات پیش کی ہے۔اس نظم میں ہندی کے الفاظ بھی بے اختیار چلے آئے ہیں۔جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاعر اُردو لفظیات کے ساتھ ساتھ جذبات کی فراوانی میں ہندی لفظیات کو بھی شامل کرتا ہے۔

قمراقبال کی نظم سماج کا حقیقی آئینہ ہے۔ان کے احساسات کی ترجمان ہیں۔قمراقبال کی غزلیات کی طرح ان کی نظموں کا لہجہ شدید کاٹ پیدا کرتا ہے۔اور پڑھنے والے کے دل پر ایسی ضربِ کاری لگاتا ہے کہ نظمیں ذہن پر نقش ہوجاتی ہے۔ان کی نظموں کے احساس سے قاری دل چھڑا نہیں سکتا۔قمراقبال کی نظموں میں سمندر کی طرح وسعت ہے۔ان کے نظموں میں تلفیظ کا بھرپور استعمال ہوتا ہے۔جدید لب ولہجے کی پاسداری کی جاتی ہے۔قمراقبال کی نظمیں جدید دور کی عکاس ہیں۔ہر انسان کے داخلی احساس کو بیان کرتی ہیں۔یہ درد ایک تنہا انسان کا ہے۔یہ غم جو قمراقبال کی غزلیات کی میراث ہے رات کے سلگتے ہوئے سینوں کی آتش ہے۔وہی گرماہٹ ان کی نظموں کو زینت بخشتی ہے۔ان کی نظمیں جدید عہد کے ہر انسان کی درد بھری داستان ہے۔قمراقبال نے اپنی نظم کو سطحیت سے پاک رکھا۔اس میں تہہ داری پیدا کی۔چاہے طنزومزاح کا پہلو ہو یا سنجیدگی کا عنصر۔ہر ایک نظم میں قمراقبال نے انصاف سے کام لیا۔انکی شاعری ان کی شخصیت سے بہت بلند ہوچکی تھی۔یہی وجہ ہے ان کی نظموں میں اصلاحی پہلوواضح انداز میں نظر آتا ہے۔اکثر نظم کے اشعار سماج کے ان مسائل پر چوٹ کرتے ہیں جنہوں نے سماج کو اندر سے کھوکھلا کردیا ہے۔انسانی سرشت اور انسان کے داخلی عیوب پر بھی نفسیاتی انداز میں تنقید کرتے ہیں۔قمراقبال کی نظموں میں اخلاقی باتیں ہیں،پندونصائح شامل ہیں، پاکیزگی کا احساس ہے،ایسالگتا ہے کہ بند سیپی سی موتی کا جنم ہورہا ہے۔دل کے بند کلی سے خوشبو مہکنے والی۔رہتی دنیا تک اردو نظم کے عظیم شاعر قمراقبال کی نظموں کی تازگی اور اہمیت برقرار رہے گی۔

By:
SYED FAREED AHMAD NAHRI
Associate Professor and Head, Dept of Urdu,
Milliya Arts, Science and Management Science College,
Beed-431122 Maharashtra